اصفہبدان فریم

از

جناب ڈاکٹر صغیر حسن معصومی ایم - اے - ڈی فل (آکسن)
(استاد شعبۂ عربی و اسلامیات ڈھاکہ یونیورسٹی)

"موسیو کازانوا (Paul Casanova) فرانس کا دقیق النظر مستشرق گذرا ہے اسلامی تاریخ و جغرافیہ اور مسکوکات سے اس کو خصوصی دل چسپی تھی - کوہ پریم (فریم) کے اسپہبدوں پر اس کا قیمتی مقالہ عجب نامہ میں شائع ہوا تھا، اسی مقالہ کا ترجمہ بقلم برادر محترم ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی ہدیۂ ناظرین ہے - موسیو کازانوا کا علمی پایہ معلوم کرنا ہو تو علامہ محمد بن عبدالوہاب قزوینی کے مجموعۂ مقالات (بیست مقالہ: ج ا ص ۲۱-۲۲ بمبئی) کی طرف رجوع کریں - کازانوا کی فروگذاشتوں پر ہمارا مختصر تبصرہ خاتمہ میں درج ہوگا" (ابو محفوظ الکریم معصومی)

سنہ ۱۸۹۷ء - میں جب میں قومی کتب خانہ پیرس میں سکوں کے سکشن میں (cabinet des Medailles de la Bibliothèque Nationale de Paris) متعین تھا تو میری نظر سے ایک سکہ گذرا ہو رستم بن شروین کے نام سے ۳۶۶ھ ہجری میں جبل فریم میں مضروب ہوا تھا - میں نے موسیو ایم ٹیسنہازن (M. Tiesenhausen) کو اس کی تحقیق اور تفصیلی معلومات کے لئے لکھا انھوں نے اپنے قیمتی خط میں جو قیمتی معلومات پر مشتمل تھا، اس پر خوب تبصرہ کیا اور مسٹر ڈارن (Dorn) کی ایک کتاب کے چند اوراق بھیجے جن میں مصنف نے رستم مذکور اور اس کے سکوں کا تذکرہ کیا ہے* میرا ارادہ ہوا کہ اس درہم کے متعلق اپنے معلومات

* خط ۲/۱۲ نومبر - ڈارن (Dorn) کی کتاب کا نام حسب ذیل ہے: یادداشت سفر علی قفقاز و
(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

کو ان سارے مواد کے ساتھ جن کو اس بڑے روسی ماہر سکہ جات نے اتنی آزادی اور مہربانی سے مجھ کو ارسال کیا تھا شائع کردوں۔ لیکن بعض خاص وجوہ کی بنا پر مجھ کو عربی سکوں کے علم کو چھوڑنا پڑا، میرے نئے مطالعے کچھ ایسے رہے جو اس علم کی طرف میری توجہ منعطف نہ کرسکے۔ چوں کہ اس رستم کے ساتھ مسلمانان فارس کی تاریخ کے چند خاص دلچسپ واقعات وابستہ ہیں اس لئے اپنے خاص شاگرد و دوست ایم ہنری ما (M. Henri Massé) الحال پروفیسر کلیۃ الآداب سے، الجیریا سے چند سال کے بعد میں نے تحریک کی کہ میری یادداشتوں کو لیں اور اپنے فارسی کے خصوصی علم کے ذریعہ تکمیل تک پہنچائیں۔ انھوں نے قبول کیا لیکن جنگ چھڑ گئی اور وہ مواد نہ لے سکے انھوں نے پیرس چھوڑا اور علاوہ دوسرے کاموں کے مختلف مشغولیتوں نے انھیں اس کام میں ہاتھ لگانے نہ دیا۔ ان کی رضامندی سے میں نے کوشش کی ہے کہ تنہا ان سوالات کو جو اس چھوٹے سے سکہ کے بارے میں پیدا ہوتے ہیں حل کروں۔

فریم آج ایک نامعلوم جگہ ہے۔ مسٹر گائی لا اسٹرینج اپنے ترجمۂ نزہت القلوب میں لکھتے ہیں —— "جگہ غیر معلوم"[۱] —— کتاب نزہت القلوب کے بیان پر غور کرنے سے مجھ کو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ قریۂ فیروز کوہ ہے جو تہران اور ساری کے راستے میں مازندران میں واقع ہے[۲]۔ یہاں ان سارے وجوہ کو شمار کرنا جن کی روشنی میں میرا اصرار ہے کہ یہ دونوں

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ) جنوبی سواحل بحیرۂ خزر سنہ ۱۸۶۰-۱۸۶۱ء ..... سفر مازندران ... سنٹ بطرسبرگ ... سنہ ۱۸۹۵ء (ص ۱۹۳ تا ۲۵۳، قسم تاریخ) [۱] نزہت القلوب (قسم جغرافیہ) تالیف حمداللہ مستوفی مطبوعہ گب میموریل: صفحہ ۱۵۸ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں اس مقام کا ذکر نہیں؛ [۲] اس قریہ کے بارے میں دیکھو "قاموس جغرافیۂ فارس" از بربیئر دے مینارد (Barbier de Meynard) اور دوسرے مصنفین جن کا وہ حوالہ دیتا ہے مثلاً نیپیر (Napier Proceedings of the Royal Geographical Society of XI Session لندن سنہ ۱۸۶۷ء - صفحہ ۱۲۲ (نقشہ صفحہ ۶۲) (6 - 1875 - ہلگولف بحر خزر کا جنوبی ساحل (لیپزگ سنہ ۱۸۹۶ء) انڈکس اور نقشہ؛ اور نقشۂ مملکت عظمیٰ روسیا: (تفلیس سنہ ۱۸۶۶ء) ورق A VIII، استراباد؛ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام نے اس قریہ کا بھی تذکرہ نہیں کیا ہے اس میں یہ ذکر ہے کہ اسی نام کی ایک جگہ افغانستان میں ہے۔

جگہیں ایک ہیں، طولِ عمل ہوگا میں صرف اہم اصولوں کے اظہار پر اکتفا کرتا ہوں۔

(الف) فریم کا نام اصطخری کو معلوم ہے[1] لیکن بعد کے جغرافیہ دانوں کو معلوم نہیں[2]۔ اس کے برخلاف فیروزکوہ اصطخری کو نہیں معلوم اور یاقوت کو معلوم ہے بلکہ یاقوت لکھتا ہے کہ: میں نے دیکھا ہے[3]۔ ایرانی اور عرب مؤرخین تقریباً ۵۰۰ھ تک فریم کا ذکر کرتے ہیں فیروزکوہ کا نہیں۔ اس عہد کے بعد واقعہ برعکس ہے[4]۔

(ب) فریم کی جگہ جیسا کہ ابن اسفندیار کی ایک عبارت میں بیان ہوا ہے[5] اس راستہ پر ہے جو ساری سے سمنان کو جاتا ہے اور یہی حال فیروزکوہ کا ہے کہ یہ راستہ مذکور اور اس راستے کے ملنے کی جگہ پر واقع ہے جو تہران سے استراباد کو جاتا ہے۔ اصطخری کا خیال ہے کہ پہلا راستہ ساریہ (ساری) سے ایک مرحلہ (منزل) پر ہے۔ فیروزکوہ درحقیقت ساری سے صرف ایک ہی منزل کی دوری پر ہے لیکن یہ قابلِ غور ہے کہ یہ عربی لفظ — "مرحلہ" — اپنے معنی میں کہاں تک وسعت رکھتا ہے۔ مزید برآں، عبارت مبہم ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے وہ عجیب قریہ مراد ہے جو سمہار (؟) کہلاتا ہے[6]۔

---

[1] طبعۂ دی خویہ ۱۸۷۰ء م۔ ص۲۰۵ و ص۲۰۷ ب۔ [2] یاقوت: معجم البلدان، ایڈیشن ووسٹن فیلڈ جلد۳ صفحہ۸۹۰ (ایڈیٹر نے فرّیم بتشدید الراء لکھا ہے۔ راء کی تشدید کا ذکر نہ متن میں ہے نہ جلد ۵ کی شرح میں۔ میں نے کسی دلیل کے ملنے تک، جس سے تشدید ثابت ہو، بلا تشدید فریم املا اختیار کیا ہے دوسرے جغرافیہ داں مثلاً ادریسی جو اصطخری سے نقل نہیں کرتے، اسی کی نقالی کرتے ہیں۔ یاقوت کا ہم عصر ابن الاثیر ۶۲۸ھ میں بظاہر قدیم ماخذوں کی بنا پر اس جگہ کا نام لیتا ہے (ج ۹ ص۱۸۷ سطر ۱۷ - لیڈن ۱۸۶۳ء [3] حوالۂ سابق، ایضاً ص۹۳ سطر ۲ "رأیتہا"، [4] میں یہاں پر دو ماخذوں کو مستثنیٰ کرتا ہوں ایک ابن اسفندیار کو جو ۶۲۵ھ میں فیروزکوہ کا ذکر کرتا ہے (ترجمہ Browne، گب میموریل ص۱۶۵) دوسرے ملگونف کو (دیکھو نوٹ ۳ حوالۂ سابق) ص۹۵) جس کے یہاں فریم کا ذکر ۶۰۷ھ میں کیا گیا ہے لیکن کوئی حوالہ مذکور نہیں، ابن الاثیر کو صرف افغانستان کے فیروزکوہ کا علم ہے۔) [5] دیکھو ترجمہ براؤن ص۱۲۲ - علاءالدولہ علی کو اس کا باپ اصفہان بھیجتا ہے پھر ساری سے فریم تک اس کے شامل ہوتا ہے بعد ازاں علاءالدولہ علی نے وہ راستہ لیا جو اسران اور سمنان سے گذرتا ہے یہ تفصیل بڑی حد تک فیروزکوہ پر صادق آتی ہے۔ [6] حوالۂ سابق، ص۲۰۵ سطر ۱۱ اور نوٹ (ہ)، دوسرے نام کے اختلافات کے لئے دیکھو ص۲۰۷ نوٹ (ع)

(ج) فریم، ساری اور تہران کے درمیان واقع ہے جیسا کہ آل سامان کی تاریخ کے ایک واقعہ سے ظاہر ہے جس کو تین مصنفوں نے مختلف پیرایہ میں بیان کیا ہے یہ واقعہ کئی دلچسپ باتوں کا پتہ دیتا ہے سب سے پہلے اصطخری کا بیان ہے کہ "فریم جبال قارن میں تھا نیز یہ کہ یہ آل قارن کا مستقر (پایۂ تخت) تھا[1]۔

۳۱۴ھ کے تحت میں ابن الاثیر بیان کرتا ہے کہ سامانی امیر نصر بن احمد کو خلیفہ مقتدر نے رے اور جبال کے درہ کے انتظام کے لئے مقرر کیا جب وہ جبل قارن میں پہنچا تو ابو نصر الطبری نے اس کا راستہ روک لیا۔ امیر نے اس سے تیس ہزار دینار دے کر سمجھوتہ کر لیا اور تب گذر سکا[2]۔ یاقوت نے زیادہ تفصیل سے کام لیا ہے وہ لکھتا ہے کہ "دیلم میں کوہ شہریار میں ایک گانوں سانیز ہے جس کے نام پر دیلم کے حاکم شروین بن رستم بن قارن کے ایک شریک کار ابو نصر کو سانیزی کا خطاب دیا گیا جب نصر بن احمد سامانی اپنی رے کی حکومت کو چلا تو کوہ شہریار سے گذرا[3]۔ ابو نصر نے اس کو ایک مقام ہزار گری میں گھیر لیا جہاں وہ چار ماہ تک رہا نہ آگے بڑھ سکتا تھا نہ پیچھے ہٹ سکتا تھا۔ جب اس نے ابو نصر کو تیس ہزار دینار دیئے تو راستہ ملا[4]۔

دونوں عبارتوں کے مقابلہ سے یہ ظاہر ہے کہ جبل قارن کو جبل شہریار بھی کہا جاتا ہے دونوں ناموں کو بلکہ خاص کر دوسرے کو ابن اسفندیار نے ذکر کیا ہے (دیکھو انڈکس) شروین بن رستم بن قارن اس جبل کا مالک تھا اور اس لئے وہ ۳۱۴ھ میں فریم کا بھی مالک تھا۔ یہ حقیقت میں ڈارن (Dorn) کی تیار کردہ فہرست کے مطابق قدیم باوندی خاندان کا

---

[1] حوالۂ سابق، ایضاً سطر ۱۰ و ۱۲ — جبال قارن ... ومستقر آل قارن بموضع یسمّی (بعد مدینة) فریم وهو موضع حصنهم وذخائرهم ومکان ملکهم۔ [2] ج ۱۱ ص ۱۲۱ طبع ٹرنبرگ [3] عبارت مضطرب ہے دیکھو وسٹن فیلڈ کا نوٹ ج ۵ ص ۲۳۶ نیز قاموس جغرافیہ از Barbier de Meynard [4] ایضاً ج ۳ ص ۲۳ پیراگراف "سانیز" [5] ایضاً ص ۲۳۱، دیکھو بلگونف: حوالۂ سابق ص ۹۹، ابن اسفندیار ترجمۂ براؤن: انڈکس نیز ص ۲۰۹ جہاں عبارت کی تصحیح یوں کی ہے "رستم بن شروین" اور ص ۲۳ کو نظر انداز کر دیتا ہے جہاں وہ شروین بن سرخاب سے تعرض نہیں کرتا۔

کا ایک حاکم تھا جس نے ۳۰۲ھ اور ۳۳۷ھ کے درمیان حکومت کی اور یہ بات صاف ہے کہ یہ ہمارے رستم کا باپ ہے[1] اب رہا ہزار گری، تو ابن اسفندیار کے دونوں قطعوں کے مقابلہ سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ ہزار جریب ہے یہ نام ان پہاڑیوں کو دیا گیا تھا[2] جو ساری سے فیروز کوہ تک کے راستہ کے ساتھ ساتھ چلی گئی ہیں[3]۔ ابن اسفندیار یہاں سے آگے بیان کرتا ہے کہ سامانی استراباد سے آکر کاسپین سے گزرتا ہوا ساری تک پہنچا اور وہاں سے رے کی جانب ان پہاڑوں کا راستہ لیا جن کا مقام موجودہ تہران سے نزدیک ہے اس لئے شہریار یا قارن کی پہاڑیاں یہی ہیں جو فیروزکوہ کے شمال میں ایک سلسلہ جنوب مشرق و شمال مغرب سے مشرق کی طرف کافی ڈھلوان بناتی ہیں۔

آخر میں ابن اسفندیار کا بیان ہے کہ سامانی بخارا سے تیس ہزار آدمیوں کے ساتھ طبرستان، عراق اور طبرستان کے کوہی علاقوں کو فتح کرنے کے لئے نکلا ابو نصر نے جو شہریار کی پہاڑیوں کا حاکم تھا راستہ روک لیا سامانی کو مجبوراً سید حسن (علوی) سے استدعا کرنی پڑی جنہوں نے اس کے پاس سفیر بھیجے اور بیس ہزار دینار کے بدلہ اس شرط پر چھوڑ دیا کہ سامانی خراسان لوٹ جائے[4]۔ بخارا سے رے کا راستہ استراباد ہو کر گزرتا ہے، یہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے جس کو ہم بہت پہلے کہہ آئے ہیں۔ بہر کیف یہ ممکن ہے سامانی پہاڑوں سے گزرتا ہوا کاسپین کی طرف بڑھنے کے بجائے فیروزکوہ کی طرف چلا گیا ہو اس صورت میں وہ اپنے سفر میں ہزار جریب سے دوچار نہ ہوا۔ یا پھر یہ واقعہ بعد میں پیش آیا جب کہ یہ نام، پہاڑیوں کے مرکز تک جنوب میں زیادہ مشہور ہوا۔ جہاں سے

---

[1] موسیو شیفر: فارسی منتخبات جلد ۲ ص ۱۹۴ نوٹ ۱ (شائع کردہ مدرسۃ السنۃ شرقیہ حیہ، سلسلہ دوم ج ۲)

[2] ص ۱۸۵ اور ص ۲۳۸ [3] مجھ کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نقشہ میں مقامات بہت زیادہ مشرق میں ہیں Melgunof (حوالۂ سابق ص ۱۵) کا بیان کہ وہ ضلع جو علی آباد کو شامل ہے صاف زاویہ بناتا ہے جہاں سے ساری کا راستہ شروع ہوتا ہے اور تلار کی جھاڑیوں میں غائب ہو جاتا ہے۔

[4] حوالۂ سابق ص ۲۱۳

راستہ یوں گذرتا ہے: استراباد — فیروزکوہ — تہران؛ غرض شہریار کی پہاڑیاں بہت زیادہ شمال میں نہیں ہو سکتیں بلکہ فیروزکوہ سے مشرق میں ہیں اور دونوں راستوں میں بڑی مشابہت ہے۔ موجودہ نقشہ میں پہلا راستہ مجھ کو زیادہ واضح معلوم ہوتا ہے۔

(د) ابن اسفندیار کی عبارت کے کئی قطعوں میں شہریار کوہ یا جبل شہریار کا ذکر بطور ایک شہر کے ہوا ہے جو صرف فریم ہو سکتا ہے بطور مثال وہ شمار کرتا ہے (ص ۲۴۰) دامغان، شہریار کوہ، دماوند اور قزوین۔ یہ سب بلاشک وشبہ شہروں کے نام ہیں۔ یا وہ کہتا ہے (ص ۹۵) کہ فریم "کوہ قارن" کہلاتا ہے، جس کو وہ (جیسا کہ ہماری رائے ہی) شہریار کوہ سے تعبیر کرتا ہے۔ شہریار اور قارن ناموں کا ایک دوسرے سے تبادلہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ یہ سب نام اس شہر کے متعلق موجودہ تحریروں میں فیروز کے بدلہ میں مستعمل ہوئے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ فیروزکوہ اپنا (مستقل) وجود رکھتا ہو[1]۔ یہ اچھی طرح سمجھا جاتا ہے کہ شہریار، قارن، فیروز آدمیوں کے نام ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کی جگہ مستعمل ہوتے ہیں میں اس کو نظر انداز کرتا ہوں کہ ان میں سے کون نام فریم یا پریم (؟) کو بتاتا ہے۔ ابن اسفندیار اس کو دونوں طرح لکھتا ہے[2]۔

بہرکیف رستم بن شروین ۳۶۷ھ میں اور اسی طرح ۳۵۵ھ میں[3] فریم کا فرمانروا تھا ابن اسفندیار نے بظاہر غلط فہمی سے شروین کے دوسرے لڑکے شہریار کو شروین کا حقیقی جانشین سمجھا ہے اور رستم کا ذکر اس نے محض سرسری طور پر دو جگہوں میں کیا ہے جن سے ہم بہت جلد استفادہ کریں گے[4]۔ لیکن ہم پیرس کے مخطوطہ میں رستم کا ذکر ایک اور جگہ دریافت کر چکے ہیں جو مسٹر براؤن کے عمدہ ترجمہ میں موجود نہیں کیوں کہ اس ریمارک کو یا تو ابن اسفندیار

---

[1] جبل فریم، دیکھو طبری Chronique ایڈیشن De Goeje جلد ۳ ص ۱۵۲۹ [2] حوالہ سابق: ۹۹، ۱۲۰؛ [3] اس سکہ کی تاریخ جس کو فرائن نے شائع کیا [4] عدد ۹۲، ص ۲۲۵ ایک اور جگہ اس کے ذکر میں غلطی ہوئی ہے (ص ۲۰۹) اور وہ بہ آسانی — "شروین بن رستم" — کی جگہ "رستم بن شروین" پڑھتا ہے۔ جیسا کہ تاریخ ۳۱۱ھ ثابت کرتی ہے ہم اوپر اس غلطی پر تنبیہ کر چکے ہیں (نوٹ عدد ۱۴)

نے نظامی کی عبارت پر اضافہ کیا ہے یا اس کے تکملہ نگار نے۔ ترجمہ میں یہ عبارت چھوٹ گئی ہے کیوں کہ مترجم نے اصل کی طرف رجوع کیا ہے جس میں یہ عبارت موجود نہیں۔ عبارت یہ ہے ——— "رستم بھی شہریار کا لڑکا تھا اور قابوس کے عہد میں کوہستان فریم اور شہریار کوہ میں باپ کا قائم مقام تھا"[1]

سکۂ مذکور کے ذریعہ ہماری دریافت ہے کہ رستم، شردین کا بیٹا ہے شہریار کا نہیں۔ جو عبارتیں ہم نقل کریں گے ان میں کافی تحقیق موجود ہے۔ غرض رستم، حاکم یا صحیح لفظ میں فریم میں اپنے بھائی کا لفٹننٹ تھا۔ مزید یہ کہ وہ خود مختار بن بیٹھا کیوں کہ اپنے نام کا سکہ چلایا۔ چوں کہ سکہ میں اس کے بھائی کا ذکر نہیں اس لئے صاف ظاہر ہے کہ جس وقت یہ سکہ مضروب ہوا اس وقت رستم اپنے بھائی کی حکومت کے تحت میں نہ تھا۔

فرائن (Fraehn) کے مخطوطات میں ڈارن (Dorn) نے بڑا قیمتی انکشاف کیا ہے وہ یہ کہ یہ رستم مشہور خاتون شیریں کا جو فخر الدولہ بویہی کی بیوی اور مجدالدولہ کی ماں تھی، باپ ہے یہ بیگم "بیگم سیدہ" کے نام سے مشہور ہوئیں اور انھیں کے نام سے رے کے مضافات میں دو جگہوں کا نام سیدا باد مشہور ہوا[2]۔ یہ سب حال یاقوت اپنے قاموس جغرافیہ (معجم البلدان) میں لکھتا ہے اور شیریں کے باپ کے ساتھ "اسپہبد" کا خطاب لکھتا ہے[3]۔ ڈارن سوال کرتا ہے "کیا رستم شہریار کا بھائی ہے"؟[4] بھائی ہونے میں شک کی گنجائش نہیں کیوں کہ ابن الاثیر نے اسی رستم کا ذکر "قابوس کے ماموں"

---

[1] ورق ۱۰۳ شمارہ Supplement persan. 1436 — "ورستم ہم پسر شہریار بود در عہد قابوس قائم مقام پدر بود در کوہستان فریم وشہریار کوہ ——— مرزا محمد خان کو اس عبارت سے غلط فہمی ہوئی ہے جس کا حوالہ انھوں نے مرزبان نامہ کے مقدمہ میں دیا ہے (گب میموریل ۸) ع۶ نوٹ ۲ [2] حوالہ سابق : ۲۳۲

[3] حوالۂ سابق جلد ۳، صفحہ ۲۱۱ سطر ۳-۴ [4] فرائن کے یہاں سکہ پر یہ لکھا ہے: "رستم پسر شیرویہ"، پھر "پسر شردین" پیرس کے سکہ پر "شردین" لکھا ہے اور کوئی تاریخ نہیں۔ یہ سکہ ڈارن کے سوال کا اثبات میں جواب دیتا ہے سوال یہ ہے: کیا شردین اور شیرویہ ایک ہی اور ایک ہی نام ہے؟

کے لفظوں سے کیا ہے"[۱]۔ قابوس کے اجداد کے بیان میں البیرونی اس کی تصدیق کرتا ہے "..... کوہستان کے فرمانروا مخاطب بہ اسپہبدان طبرستان . . . کیوں کہ اس کا ماموں ہے اسپہبد رستم بن شروین بن رستم بن قارن بن شہریار بن شروین بن سرخاب بن باؤ....."[۲]

غرض یہ ہے کہ قابوس کا ہم عصر رستم باوی یا جیسا کہ ڈارن کا بیان ہے "شہریار، قابوس کا حقیقی ماموں ہے اور اس لئے رستم کا برادر حقیقی"[۳]۔ سخت تعجب ہے کہ البیرونی باوندیوں کے سلسلۂ نسب کے بیان میں فرمانروا شہریار کا (جو شاید بڑا بھائی تھا) نام بالکل نہیں لیتا کہ یا جگذار تھا اور لفٹننٹ۔

علاوہ ازیں رستم ایک اور شخصیت کا باپ تھا جس کی شہرت شیریں سے کچھ کم نہ تھی، یہ تھا مرزبان نامہ کا مصنف مرزبان، جیسا کہ ابن اسفندیار کی شہادت ملتی ہے، یہ اسپہبد کے خطاب سے سرفراز تھا اور البیرونی نے بھی خطاب غرار "اسپہبد جیلجیلان"

---

[۱] حوالۂ سابق ج ۸ ص ۵۰۶، سطر ۹ - انڈکس میں غفلت کی وجہ سے ہر جگہ یوں لکھا ہے: "رستم برادر وشمگیر" عبارت میں کچھ اشتباہ نہیں - وکان قابوس اخوہ (اس کو پڑھنا چاہیے: اخو سپیتون) زائر الخالہ رستم بجبل شہریار - دیکھو ابن اسفندیار: ص ۹۲ اور نوٹ ۲۲ - پیرس کے مخطوطہ کی عبارت اس دوسری عبارت کے مقابل میں یوں ہے: رستم بن شہریار بن شروین Suppl. persan. 1436 (ورق 1452) - اس غلطی پر ہم اشتباہ کر چکے ہیں (دیکھو نوٹ ۲۳)[۲] تاریخ اقوام قدیمہ، ترجمہ سخاؤ (لندن، ۱۸۷۹ء) ص ۴۷ - اصل متن (مرتبۂ سخاؤ) ص ۳۹ سطر ۸-۱۱ ؛ (لیبسک ۱۸۷۶ء) [۳] حوالۂ سابق ص ۲۳۳ - اپنے ظہیر الدین کے ایڈیشن کا حوالہ دیا ہے مقدمہ ص ۲۹ نوٹ ۱، جہاں ڈارن محمد بن الحسن [ابن اسفندیار] کی تبعیت میں فردوسی کا واقعہ بیان کرتا ہے یہی عبارت ہے جس کو مسٹر براؤن نے اپنے ترجمہ میں شامل نہیں کیا ہے، ص ۹-۲۳۸ اور اپنے ترجمہ چہار مقالہ کا حوالہ دیا ہے - اسی جگہ (ص ۸۱) میں ڈارن کی نقل کردہ عبارت کو ہونی چاہیے مگر یہاں نہیں ملتی - پھر یہی عبارت ہے جس کو ابن اسفندیار (یا تکملہ نگار) نے اضافہ کیا - دیکھو مخطوطہ پیرس ضمیمہ فارسی ۱۴۳۶ء ورق ۱۵۲ سطر ۱۲، ۱۳ نیز Ethe در ZDMG XLVIII ۱۸۹۴ء، ص ۲-۹۱، موافق مخطوطات لندن و آکسفرڈ - [۴] حوالۂ سابق: ص ۸۶ "اسپہبد مرزبان بن رستم بن شروین پریم" مجھ کو یقین ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ مرزبان فریم کا اسپہبد تھا ! اس رشتہ کے متعلق دیکھو Schefer: Chrest. persane ج ۲ ص ۱۹۷ ؛ اور مسٹر براؤن کا مقدمہ ایڈیشن مرزبان نامہ

(بقیہ حاشیہ بر صفحۂ آئندہ)

کے ساتھ خطاب کیا ہے اور اپنی ایک کتاب کو اس کے نام سے معنون کیا ہے[۱] - مرزبان، شیریں کا بھائی تھا اور مجد الدولہ کا ماموں - یہی وجہ ہے کہ ابن الاثیر نے ۳۸۸ھ میں اس کو "سزاوار افواج رے" کے خطاب سے یاد کیا ہے[۲]۔ لیکن چند سطریں قبل مورخ نے رستم بن مرزبان کا ذکر کیا ہے جو مجد الدولہ کا ماموں تھا اور جنہوں نے شہریار کوہ پر حکومت کی[۳]۔ مگر مجھ کو یقین ہے کہ یہاں غلطی ہوئی ہے "مرزبان بن رستم" پڑھنا چاہیئے - یہ غلطی ابن اسفندیار کے یہاں دوبارہ ہوئی ہے جس نے ایک ہی واقعہ کو اسی رستم سے، اسپہبد شہریار کوہ کے عنوان سے، پھر رے سے نکلتے ہوئے "اسپہبد شہریار" کے عنوان سے متعلق کیا ہے[۴]۔

نسب کا یہ اختلاف دوسرے مصنفین کی توجہ سے اس وجہ سے رہ گیا کہ سب کے سب ابن اسفندیار کی غلط عبارتوں کے زیر اثر رہے[۵]۔ جب البیرونی اپنے ہم عصر و شفیق مرزبان کو خطاب عزت دیتا ہے تو پھر یہ ناممکن ہے کہ مرزبان فریم کی چھوٹی آزاد ریاست میں اپنے باپ کا جانشین نہ ہوا ہو اور شاید اس نے اپنے نام کا سکہ بھی چلایا ہو۔ مرزبان ۳۶۷ھ کے بعد اپنے باپ کا جانشین ہوا جب اس کے فرمانروا چچا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) (مرتبہ مرزا محمد قزوینی، گب میموریل جلد ۸ لندن ۱۹۰۹ء) ص، x iii، لیکن مرزا محمد کا نظریہ (دیکھو ان کا مقدمہ ص۶) کہ رستم، شہریار بن شروین کا بیٹا تھا، قبول نہیں کیا جاسکتا وجوہ قبل بیان ہو چکے ہیں۔ دیکھو نوٹ ۲۳، ۲۷ [۱] ایڈیشن سخاؤ، مقدمہ ص۴ سطر ۱۵ - ۱۶ اور دیکھو ترجمہ ص۳۸۱ (نوٹ ص۴۷ سطر ۳۲) - [۲] حوالہ ابن الاثیر، ج۹ ص۹۹ سطر ۲۰ (انڈکس: رستم بن شہریار (المرزبان) - ابن خلدون: ج ۴ ص۹۴ سطر ۱۸ (بولاق ۱۲۸۴ھ) [۳] ایضاً: سطر ۲، ۳، ابن خلدون، ایضاً سطر ۸، تاریخ سامانیاں از میر خوند: پیرس ۱۸۴۵ء ص ۲۱۲ نوٹ ۱۰۸ [۴] حوالہ سابق ص۲۲۸ ص۲۳۰، ص۲۳۱ ایک ہی عبارت دہرائی گئی ہے، ص۲۲۹ دوبارہ۔ [۵] مجھ کو یقین ہے کہ یہ عبارتیں درحقیقت ابن اسفندیار سے تعلق نہیں رکھتیں، مجھ کو ریو کی رائے سے اتفاق ہے (فہرست مخطوطات فارسی برٹش میوزیم (۱، ص۲۰۳) کہ چوتھی فصل ایک دوسرے مصنف کا اضافہ ہے، اس طرح ناموں کی مختلف غلطیوں اور بادشاہوں کی تاریخ کے اعادہ کی وجہ ظاہر ہو جاتی ہے ۔ اسی عبارت سے ریو کو یقین ہے کہ یہ پچھلی فصل ابن اسفندیار کی طرف منسوب ہے ۔۔۔۔۔۔

شہریار بن شروین نے اس کو نکال باہر کیا تو اپنے بھانجے مجدالدولہ کی مدد سے دوبارہ تخت نشین ہوا، جب دوبارہ اپنے برادر زادہ شہریار (سوم) سے شکست اُٹھائی تو رے میں پناہ گزیں ہوا جہاں سے مجدالدولہ نے اس کو دوسرے شہریار کے مقابلہ کو بھیجا، جنگ کی اور دوسرے شہریار کو گرفتار کیا۔ ان واقعات کو ابن اسفندیار اور ابن الاثیر نے مجدالدولہ کے ماموں کی طرف منسوب کیا ہے جو پہلے برابر رستم اور پھر کبھی رستم کبھی مرزبان کے نام سے مذکور ہوا ہے۔ بہرکیف نسبتِ پدری آخرالذکر (مرزبان) ہی کی نسبت سے ثابت ہے کیا یہ اقرار کیا جا سکتا ہے کہ بغیر کسی لڑکے کے وجود کے باپ بیٹے میں اشتباہ پیدا ہو جائے؟ بظاہر یہ ناممکن نہیں، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری نہیں ہے۔

مزیدبرآں ابن الاثیر کا بیان ہے کہ ۴۰۷ھ میں اسپہبد فریم میں مقیم تھا اور ابن فولاذ[1] جس کا تعلق مجدالدولہ اور اس کی ماں (شیریں) کے ساتھ ایک بغاوت کے مقابلہ میں رہ چکا ہے، مجھے یقین ہے کہ اس کا مقابلہ (اسپہبد فریم) مرزبان ہی سے رہا ہوگا۔

ذیل کا چھوٹا سا نقشہ، میرے خیال میں، گذشتہ بحثوں کا خلاصہ پیش کرتا ہے

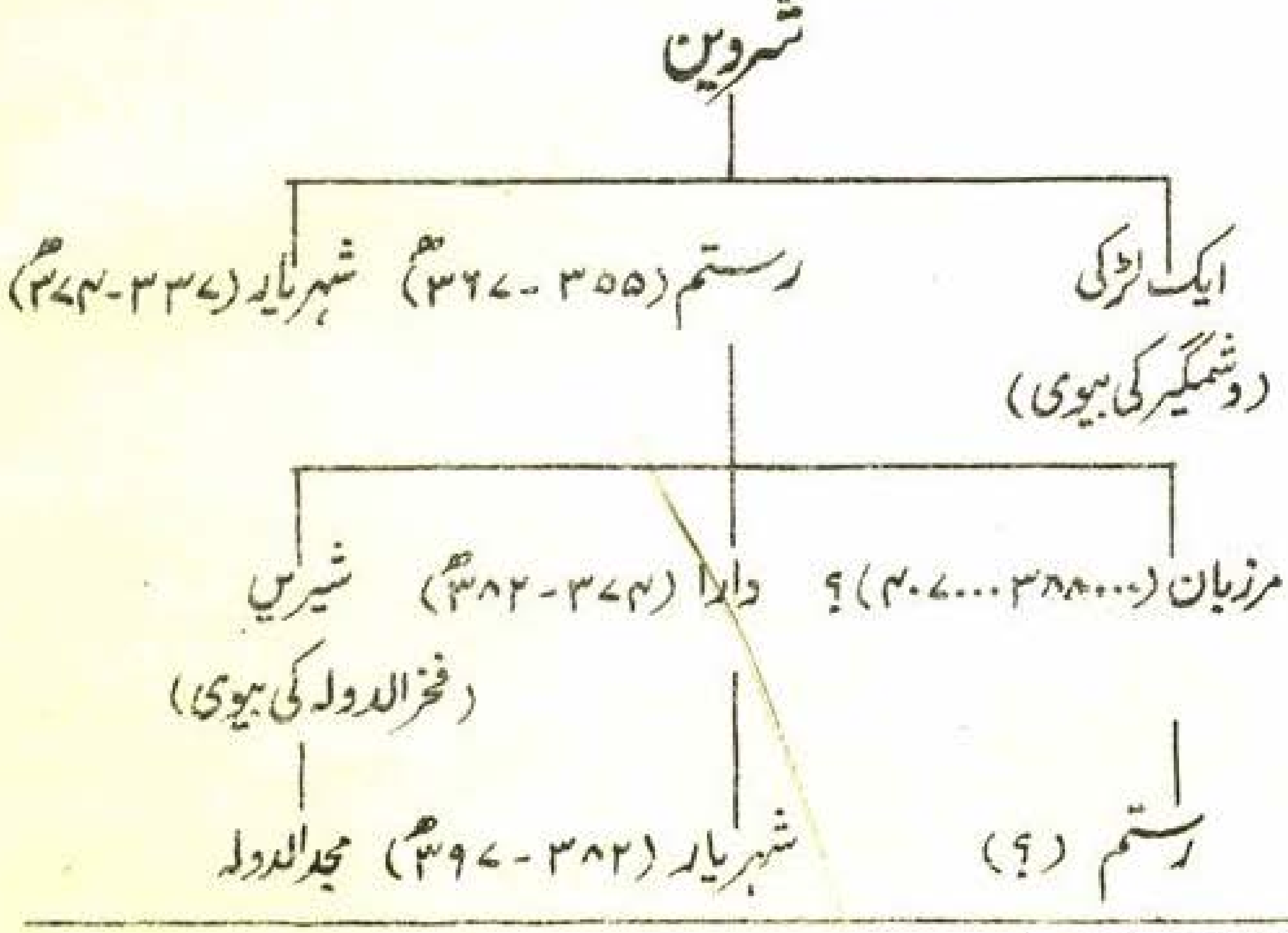

[1] حوالۂ سابق جلد ۹ ص۱۰۲ سطر ۱۷۔

یہ ہے دارا کا ذکر جو باوندیوں کی دوسری کرسی میں ہے[1]۔

نقشہ میں خاندان کے بڑے بڑے سرداروں کی تاریخیں اور سنین ڈارن (Dorn) اور ملگونوف (Melgunof) کے بیان کردہ ہیں لیکن ان میں سے کسی نے اپنے نقشہ میں اُن مآخذ کا صاف پتہ نہیں دیا ہے جن کی مدد سے سنین کا تعین کیا گیا ہے۔ ڈارن کا بیان ہے کہ شہریار بن دارا کی حکومت کا زمانہ ۳۵ سال ہے لیکن یقینی طور پر لکھتا ہے کہ وہ ۳۹۶ھ میں مرا۔ اس مشکل کے حل کے لئے اس نے باوندیوں کے سلسلہ سے تعلق رکھنے والے سارے متون کی طرف رجوع کیا ہے اور عہد حکومت کے تعین کے لئے سارے سنین سے بحث کی ہے جن کی تفصیل اس مضمون کے حدود سے باہر ہے۔

اب صرف فریم کے سکہ کی چند خصوصیات کا تذکرہ میرے ذمہ باقی رہ گیا ہے۔

جس سکہ کو فرائن[2] نے شائع کیا اس کی تاریخ ۳۵۵ھ ہے اس کی ایک جانب خلیفہ المطیع اور رکن الدولہ کے نام ہیں۔ دوسری جانب شیعوں کے مقولہ: "علی ولی اللہ" کے ساتھ رستم بن شروین [کبھی پڑھا گیا شرویہ]۔ ٹیزنہازن (Tiesenhausen) نے مجھ کو ایک دوسرے درہم کے متعلق اطلاع کی جس کی تفصیل ایرڈمان (Erdmann) نے (Numi Asiatici, p. 233) اور بہت سی اصلاحوں کے ساتھ اپنے مخطوطات کی دوسری جلد میں فرائن نے بیان کی ہے اس درہم پر بھی خلیفہ اور بویہی سلطان کے نام ہیں، سیدھی جانب کنارے میں "ضرب در فریم" کے بعد "باھر رستم" پھر تاریخ ۳۶۱ھ

---

[1] ڈارن: حوالۂ سابق ص۲۳۳، ملگونف: حوالۂ سابق ص۹۴، ابن اسفندیار ص۲۳۹ میں دارا کا نام لیتا ہے لیکن رشتہ کا ذکر نہیں کرتا، انڈکس میں کوئی ذکر نہیں؛ "ابن شہریار بن شروین" ظہیر الدین جو ایک پچھلے باوندی کا نسب پیش کرتا ہے (اڈیشن ڈارن ص۲۷۰-۱) وہ حسب ذیل ہے: "دارا ابن رستم بن شروین بن رستم بن سرخاب بن قارن بن شہریار بن قارن بن شروین بن سرخاب بن باو وغیرہ" دارا کا باپ یقیناً رستم ہے جس کو البیرونی نے اپنے نسب نامہ میں بیان کیا ہے (دیکھو نوٹ ۲۸)

[2] تفصیل کے لئے دیکھو اصل مضمون (عجب نامہ) [3] خط مذکور ص۲

درج ہے۔ شیعی مقولہ جیسے پہلے میں ہے ویسے ہی اس میں بھی موجود ہے۔ پیرس کا سکہ خلیفہ المطیع (؟) کے نام اور عضد الدولہ ابو شجاع و مؤید الدولہ ابو منصور کے ناموں کے ساتھ شیعی مقولہ اور "رستم بن شروین" پر مشتمل ہے۔ ان سکوں سے ظاہر ہے کہ رستم نے آل بویہ کی حکومت کی اطاعت کی۔

اس موضوع پر قرائن کا بیان یہ ہے کہ رکن الدولہ نے ۳۵۱ھ میں طبرستان اور جرجان کو فتح کیا یہ مقامات بعد میں زیاریوں کو واپس مل گئے[1]۔ ۳۶۶ھ میں رکن الدولہ اپنی حکومت اپنے بیٹے عضد الدولہ کے سپرد کر کے رے میں مر گیا، آخر الذکر نے اپنے بھائی فخر الدولہ کو شہر رے سے نکال باہر کیا اور اپنے دوسرے بھائی مؤید الدولہ کو سپرد کیا۔ یہ بیان ہے ابن خلدون[2] اور ابن اسفندیار[3] دونوں کا۔ فخر الدولہ بھاگ کر قابوس کے پاس چلا گیا جس نے اپنے ماموں رستم کے ساتھ جنگ کی۔ لیکن ہمارا سکہ ثابت کرتا ہے کہ رستم بخوشی یا بہ مجبوری عضد الدولہ اور مؤید الدولہ فاتح استراباد کے ساتھ رہا اس کی تصدیق ابن الاثیر کے اس بیان سے ہوتی ہے کہ "۳۶۷ھ میں قاضی عبد الجبار بن احمد معتزلی ولایت رے اور مؤید الدولہ کے ماتحت قلمرو کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے[4]"۔ اسی مورخ کا دوسرا بیان یہ ہے کہ ۳۶۶ھ میں عضد الدولہ نے اپنے بھائی فخر الدولہ کو (وزیر ابو الفتح ابن العمید کی گرفتاری کا) حکم دیا۔ یا یہ مؤید الدولہ تھا جس نے اس حکم کی تعمیل کی[5]۔ میرے خیال میں مصنف نے "فخر" کو "مؤید" سے صحیح کرنا چاہا ہے۔ اس کے بعد وہ اس شہر اور طبرستان کا حاکم رہا یہاں تک کہ ناگاہ ۳۷۳ھ میں مر گیا۔

۳۶۷ھ کا درہم ہمارے لئے اعلیٰ تدریجی ترقی کے ساتھ نظام اقطاعی (Feudal System) کی جو اس عہد کے مسلمان ریاستوں میں قائم ہو چکا تھا، عجیب مثال ہے، خلیفہ فرمانروائے

---

[1] ڈارن: Bemerkungen صفحہ ۲۳۲ [2] حوالہ سابق ج ۴ صفحہ ۱۵۴ [3] صفحہ ۲۲۵
[4] ابن الاثیر: ج ۸ صفحہ ۱۰۵، صفحہ ۱۱۵ [5] ایضاً: صفحہ ۹۴

روحانی، عضدالدولہ فرمانروائے وقت، مؤیدالدولہ اول ماتحت حاکم اور رستم دوسرا ماتحت حاکم - فریم رے کی خود مختار ریاست میں شامل تھا۔

رستم کے سکوں پر شیعی مقولہ کے وجود کے متعلق فرائن کے بیانات جن کو ڈارن نے دہرایا ہے[1] لنڈبرگ کے بیانات سے زیادہ درست ہیں جن پر دفرمیری (Defrémery) نے معقول تبصرہ کیا ہے[2] - یہ کم تعجب کی بات نہیں کہ ایسا مقولہ ایسی جگہ کے سکہ پر نقش ہو جہاں عباسی خلیفہ اتنا اقتدار رکھتا ہو - فرائن کا بیان ہے "باوندی علویوں کے بڑے جاں نثار تھے" - یہ یقینی امر ہے - لیکن خود آل بویہ یا ان کے کسی فرد نے کبھی علویوں کے فدائی ہونے کے باوجود، اس طرح کا جذبہ ظاہر نہیں کیا کہ اپنے سکوں پر اس طرح کا مقولہ نقل کرتے - مجھ کو یقین ہے کہ یہ ایک عدیم النظیر مثال ہے اور اس مشکل کے حل کے لئے، درحقیقت مجھ کو کوئی تشفی بخش صورت نظر نہیں آتی فقط -

---

ہم اپنے مضمون "البیرونی اور اصفہبد جیلجیلان مرزبان بن رستم" کے خاتمہ میں عرض کر چکے ہیں کہ شہریار کوہ اور قارن کوہ سے ایک ہی کوہستانی سلسلہ مراد ہے جیساکہ حدود العالم کی شہادت ثابت کرتی ہے پس کازانوا کا یہ عندیہ کہ شہریار کوہ پر کوہ قارن کا اطلاق کیا جاتا ہے درست اور ناقابلِ تردید ہے لیکن فریم کی نشان دہی کرتے ہوئے اس کا یہ بیان کہ اس سے وہی مقام مراد ہے جو دماوند کے نزدیک فیروزکوہ کے نام سے مشہور ہے، حسب تحقیق محمد بن عبدالوہاب قزوینی غلط ہے - فریم کی صحیح نشان دہی رابینو کے یہاں ملتی ہے - مفصل بحث اور حوالجات کے لئے دیکھو جہاں کشائے جوینی جلد ۳ (حواشی ص ۳۸۱ - ۳۸۶) گب میموریل سلسلہ ۱۶ - ۱۹۳۷ء -

مرزبان بن رستم اور رستم بن مرزبان کے مختلف ناموں کو کازانوا مؤرخین کے سہو

---

[1] دیکھو نوٹ ۳۰ [2] حوالۂ مذکور - لنڈبرگ کا خیال ہے کہ رستم علوی تھا اور فخرالدولہ اس کا سرپرست

پر محمول کرتا ہے اس کا عقیدہ اس باب میں یہ ہے کہ مجد الدولہ بویہی کا ماموں مرزبان بن رستم تھا جس کو مؤرخین نے رستم بن مرزبان کا نام دیا ہے۔ اس خیال کی تردید ہم اپنے مضمون میں بہ صراحت کر چکے ہیں۔

کازانوا کا یہ نظریہ کہ مرزبان بن رستم (رستم بن مرزبان؟) کا مقابلہ کبھی شہریار بن شروین اور کبھی شہریار بن دارا بن رستم سے رہا ہمارے نزدیک قبول نہیں کیا جا سکتا کہ اول الذکر شہریار کا ۳۵۷ھ کے بعد طویل مدت تک زندہ رہنا کسی تاریخی سند سے ثابت نہیں مضمون محولہ بالا میں اس مسئلہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

پیرس کا سکہ بابت ۳۶۷ھ ہجری جس کا انکشاف کازانوا کرتا ہے اس پر خلیفہ المطیع کا نام نہیں ہو سکتا کہ باتفاق مؤرخین المطیع ۳۶۳ھ کے اواخر میں مفلوج ہوا اور ترکی امیر سبکتگین کے اشارہ پر خلافت سے دست بردار ہو گیا۔ جب سے ۳۸۱ھ تک اس کا فرزند ابو الفضل عبد الکریم الطائع تخت خلافت پر متمکن رہا۔ لیکن کازانوا کا بیان یہی ہے کہ اس سکہ پر المطیع کا نام تھا، ہمیں یقین ہے کہ عباسی خلیفہ کے نام میں کازانوا سے سہو ہو گیا ہے۔

العلم والعلما

یہ جلیل القدر امام حدیث علامہ ابن عبد البر کی شہرۂ آفاق کتاب "جامع بیان العلم وفضلہ" کا نہایت صاف اور شگفتہ ترجمہ ہے، مترجم کتاب مولانا عبد الرزاق صاحب ملیح آبادی اس دور کے بے مثال ادیب اور مترجم سمجھے جاتے ہیں۔ موصوف نے یہ ترجمہ حضرت مولانا ابو الکلام آزاد کے ارشاد کی تعمیل میں کیا تھا جو اب ندوۃ المصنفین سے شائع کیا گیا ہے۔ علم اور فضیلت علم کے بیان، اہل علم کی عظمت، اور ان کی ذمہ داریوں کی تفصیل پر خالص محدثانہ نقطۂ نظر سے آج تک کوئی کتاب اس مرتبہ کی شائع نہیں ہوئی، اس متبرک کتاب کی ایک ایک سطر سونے کے پانی سے لکھنے کے لائق ہے، ایک زبردست محدث کی کتاب اور ملیح آبادی صاحب کا ترجمہ موعظتوں اور نصیحتوں کے اس عظیم الشان دفتر کو ایک دفعہ ضرور پڑھئے۔ صفحات ۳۰۰، بڑی تقطیع